رجسٹرڈ ٹیلگراف نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

اڈیٹر:- میر حسن الدین، بی، اے، ال ال، بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ نمبر (۱۰۰) آصفیہ

شرح چندہ
سالانہ ۷
ششماہی ۴
سہ ماہی ۲

شرح چندہ
سالانہ ۷
ششماہی ۴
سہ ماہی ۲

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

قیمت فی پرچہ (۲/)

جلد (۵) | ۱ فروری ۵۵ ف | ۲۸ صفر ۱۳۶۵ھ | ۲ فروری ۱۹۴۶ء شنبہ | نمبر (۴۲)

خانہ جنگی کی دھمکی

"دکن کرانیکل" کا تبصرہ

معاصر "دکن کرانیکل" اپنے ۲۴ جنوری کے ادارئیہ میں تحریر کرتا ہے کہ گذشتہ چند روز میں سردار پٹیل نے دو دفعہ خانہ جنگی کا ذکر کیا —— ایک دفعہ پاکستان پر بحث کرتے ہوئے جس کا مطالبہ مسلمان کر رہے ہیں اور دوسری مرتبہ پست اقوام کے تعلق سے۔ ملک کے ایک ذمہ دار لیڈر کا ایسی زبان استعمال کرنا افسوسناک ہے۔ دھمکیاں یا الفاظ کے ذریعہ طبقاتی جنگ کو ہوا دینا فاسطیت ہے۔ کیا کوئی بھی لوگ پاکستان یا پست اقوام سے متعلق سردار پٹیل کے خیالات کی تائید نہیں کریں گے۔ اگر خانہ جنگی ہو بھی گئی تو نقصان کس کا ہوگا؟ سردار پٹیل یا کسی لیڈر کو نہیں اٹھانا پڑے گا بلکہ عوام کا نقصان ہوگا۔ لیڈروں کے گرد رہنے والے افراد محفوظ رہیں گے مصیبتیں عوام ہی کو اٹھانی پڑیں گی لیکن اینٹ اور لاٹھیوں سے پاکستان یا ہندوستان نہیں بنا سکیں گے۔

پاکستان سے متعلق اس دھمکی کو بعض مسلم لیگ کے قائدین نے ایک چیلنج کے طور پر قبول کر لیا ہے۔ نوابزادہ لیاقت علی خاں نے پٹنہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان اپنے مذہب کے مطابق اپنے خاص عقائد رکھتے ہیں اور اگر یہ عقائد خطرے میں پڑ جائیں تو وہ بلا پس و پیش اپنی جان دے دیں گے۔ چودھری خلیق الزماں نے سردار پٹیل کی دھمکی کو ایک فریب قرار دیتے ہوئے جو پارلیمانی وفد کو متاثر کرنے کے لئے دیا جا رہا ہے کہا کہ مسلمان خون سے نہیں ڈرتا اس وقت جبکہ پارلیمانی وفد یہاں خیرسگالی کے مشن کے ساتھ نہ صرف سیاسی لیڈروں سے بلکہ بوڑھے اور جوان طالب علم اور کاشتکار، دیہاتی اور شہری سب ہی سے ان کا نقطۂ نظر معلوم کر رہا ہے کسی شخص کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے مطالبات کو ثابت کرنے کے لئے تشدد استعمال کرنے کی دھمکی دے۔ وفد کے ارکان ہندوستانیوں کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے جبکہ عوام کے ایک طبقہ کو غنڈہ اور دوسرے کو بزدل کہا جائے جیسا کہ چودھری خلیق الزماں نے پٹنہ میں بیان کیا ہے۔ یہ الفاظ گاندھی جی نے دوسرے فرقوں کے متعلق استعمال کئے ہیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ غنڈوں اور بزدلوں کے ہاتھ میں حکومت نہیں سونپی جا سکتی۔ جب تک قائدین تشدد اور خون ریزی پر فخر کرتے رہیں گے ہندوستان کے مستقبل سے متعلق کسی معقول سمجھوتہ کے امکانات دور ہوتے جائیں گے۔

ہٹلر نے تسلط حاصل کرنے کے ایسے طریقہ کو آزمایا تھا مگر وہ اپنی سلگائی ہوئی آگ میں خود جل گیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کو، کانگریس اور لیگ کو ایسے خطرناک الفاظ استعمال کرنے سے احتراز کرنا چاہئے اور ایسی صورت پیدا کرلی جانی چاہئے جو ملک کو ترقی سکون کی طرف لے جائے۔

احمد آباد میں پست اقوام سے متعلق سردار پٹیل نے کہا کہ ڈاکٹر امبیڈکر کے طریقہ ہندوؤں اور پست اقوام میں خانہ جنگی پیدا کرنے کے باعث ہو رہے ہیں۔ پست اقوام کا مسئلہ اولاً ایک سماجی مسئلہ ہے اس لئے اس مسئلہ کا حل اخلاقی ہے نہ کہ فوجی۔ نہ تو ڈاکٹر امبیڈکر اور نہ اعلیٰ ذات کے ہندو چھوت چھات کو سرزمین ہند سے وحشیانہ طریقوں سے مٹا سکتے ہیں نہ قوتِ کردار کو اور سیاسی مسئلہ کو حل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کہنا سود مند نہیں کہ چھوت چھات گذشتہ دو صدیوں سے حکومت برطانیہ کی وجہ سے باقی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ دیسی ریاستوں میں چھوت چھات کو قائم رکھنے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ ذمہ داری کو ایک کے سر سے ہٹا کر دوسرے کے سر تھوپنا کسی طرح مفید نہیں۔ قوانین کا نفاذ اس طبقہ کو ابھار نہ سکا جو سماجی اور مذہبی اعتبار سے پست ہے۔ موجودہ چھوت چھات کو دور کرنے کے قوانین نافذ کئے گئے اچھے قوانین تھے مگر پھر بھی چھوت چھات دور نہ ہوسکی۔ جیسا کہ ... ہی حال ہے اس لئے سماجی، مذہبی یا سیاسی مسائل کا حل تشدد میں تلاش کرنا بے سود ہے۔ اگر ہندو بنیادی مسائل کے حل کے لئے تشدد کا طریقہ اختیار کریں گے تو وہ نہ صرف اپنے مقصد کے حصول میں ناکام رہیں گے بلکہ ملک کو بھی مصیبت میں مبتلا کردیں گے۔

۷۸۶ / ۹۲

مملکت ہفتہ وار

یکم فروردی ۱۳۵۵ف

محکمہ رسد ہوشیار باش

اخبار "ہندو" مورخہ ۲۶ جنوری میں نامہ نگار "ہندو" مقیم دہلی کا ایک تار شائع ہوا ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ سال رواں غذائی نقطۂ نظر سے ہندوستان کے لئے کوئی اچھا سال نہ ہوگا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ حکومت ہند نے اپنے محکمہ اغذیہ کے معتمد کو واشنگٹن روانہ کیا تھا تاکہ ہندوستان کے لئے چاول اور گیہوں کی درآمد سے متعلق گفتگو کرے ہندوستان کی غذائی قلت کی تلافی کے لئے بیرونی غلہ حاصل کرے "اخبار ہندو" کا نامہ نگار راوی ہے کہ حکومت ہند کے محکمہ اغذیہ کو اس کوشش میں ناکامی ہوئی۔ نامہ نگار موصوف کا یہ بھی بیان ہے کہ اس سال پنجاب اور سندھ میں فصل توقع کے مطابق نہیں رہی ان حالات میں حکومت سرکار عالی کو ہمارا یہ مشورہ ہوگا کہ وہ بھی سال حال کے غذائی مسائل کو ایک بار پھر جانچ لے اور اس امر پر دوبارہ غور کرے کہ آیا حکومت وہ سارے مراعات کر سکتی ہے جن کا اس نے حکومت ہند سے وعدہ کیا ہے۔ اس ضمن میں محکمہ رسد کو امور ذیل پر بھی توجہ کرنی چاہیئے:۔

(۱) اس عام خیال کو دور کر دیا جائے کہ قیمتوں پر نگرانی اور انتظامات رسد برخاست ہوں گے۔

(۲) زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم کو تیز تر کرنا ضروری ہے۔

(۳) سرحدی مقامات سے مخفی برآمدات کے امکانات کو زائل کرنے کے لئے سخت تدابیر اختیار کی جائیں

(۴) حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے نظم و نسق کے معیار کو بلند کرکے غلہ کی حفاظت کے انتظامات میں بطور خاص اصلاح کی ضرورت ہے

(۵) سنا جا رہا ہے کہ کارپوریشن کے انتظامات براہ راست تعلقداروں کے ماتحت نہ ہونے کی وجہ سے انتظامی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں چونکہ ضلع کے غذائی انتظامات کا تعلق راست تعلقدار سے ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ کارپوریشن کا وہ عملہ جو اضلاع میں متعین ہے راست تعلقداروں کے تحت دے دیا جائے۔ اور تعلقداروں کی حیثیت ناظم ضلع حیدر کارپوریشن کی قرار دی جائے تاکہ موجودہ دو عملی اور انتشار رفع ہو اور انتظامات میں بہتری پیدا ہو

(۶) اجناس کے چھپے ہوئے ذخائر کو برآمد کرنے کے لئے ایک بار پھر مہم آغاز کی جائے اور ضرورت ہو تو اس کے لئے جدید علاج بھی تجویز کیا جائے۔

(۷) اضلاع اور تعلقات کی غذائی مجالس۔ نیز مرکزی مجلس اغذیہ کی ازسر نو تشکیل ہو اور ان مجالس میں زیادہ تر ایسے پبلک نمائندوں کو شریک کیا جائے جو سرمایہ داروں اور تاجروں کے نہیں بلکہ صارفین اور کاشتکاروں کے نمائندے کہلانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

برطانوی ہند کے بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مرکزی حکومت ہند اور صوبائی حکومتیں راشن بندی کو وسعت دینا چاہتی ہیں یعنی وہ ایسے مقامات پر بھی راشن بندی کو نافذ کرنا چاہتی ہیں جہاں اب تک راشن بندی نافذ نہیں ہوئی تھی۔ حیدرآباد کی حد تک ہم اس تجویز کو غیر ضروری اور غیر مفید سمجھتے ہیں البتہ ہماری رائے میں یہ ضروری ہے کہ ہر تعلقدار کو اس کا اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے ضلع سے اس وقت تک اجناس خوردنی برآمد ہونے نہ دے تا وقتیکہ اس کو اس امر کا اطمینان نہ ہو جائے کہ صرف فاضل پیداوار ہی برآمد کی جا رہی ہے۔ اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے تعلقداروں کی کانفرنس منعقد کی جائے تو ایسی کانفرنس کی سفارشیں مرکزی مشاورتی مجلس اغذیہ کی رائے کے ساتھ حکومت کے آگے بغرض منظوری پیش ہو سکتا ہے۔

اخبار "دکن کرانیکل" نے اپنی ایک گزشتہ اشاعت میں اس امر پر تنقید کی تھی کہ محکمہ اعداد و شمار سے جو مواد فراہم کیا جاتا ہے وہ اس قدر قابل اعتماد نہیں ہوتا جیسا کہ ہونا چاہیئے ہمیں اپنے معاصر کی اس رائے سے اتفاق ہے۔ غذائی نظم و نسق کی بہتری کے لئے صحیح اعداد و شمار کی فراہمی ناگزیر ہے ہمیں امید ہے کہ حکومت اس جانب ضروری توجہ کرے گی۔

ہم توقع کرتے ہیں کہ مرکزی مشاورتی مجلس اغذیہ کے آئندہ اجلاس میں محکمہ رسد اپنا مربوط لائحہ عمل پیش کرے گا جس سے اہل ملک کی طمانیت میں اضافہ ہوگا اور حیدرآباد سنین ماضیہ کی طرح آئندہ بھی غذائی بحران سے محفوظ رہا یوں رہے گا جو حیدرآباد کا طرۂ امتیاز ہے۔

کیا یہی جمہوریت ہے؟

یوپی کے سابق کانگریسی وزیر بابو سمپورنانند نے "کانگریس میں جماعت بندیوں" کے عنوان سے اخبار "ہندوستان" ہفتہ وار میں بعض اہم انکشافات کئے ہیں اپنے مضمون میں صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ پنڈت نہرو تو انقلاب انقلاب پکارتے پھرتے ہیں لیکن وہ ان قوتوں سے بے خبر ہیں جو آج کل کانگریس کے اندر کارفرما ہیں۔ غالباً وہ یا تو ان قوتوں کو محسوس نہیں کرتے یا محض اپنی ہمت قائم رکھنے کے لئے انہوں نے یہ طرز عمل اختیار کیا ہے۔ مگر یہ طرز عمل ملک کے سیاسی حالات پر قابو رکھنے میں کوئی مدد نہیں دے سکتا۔ اس مضمون میں وہ تحریر کرتے ہیں کہ:۔

ختم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
اور میں اس اجلاس کے ساتھ
کہ ملک کو ایک شدید خطرہ لاحق
ہے پر تنبیہ کر رہا ہوں۔ مستقبل
ایسے ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے
جو ایک نعرہ اور ایک پروگرام کا
نعرہ بلند کر رہے ہیں۔ اس میں
شک نہیں کہ یہ لیڈر ضرور یہ سمجھتے
ہیں کہ یہ نعرہ عارضی ہے اور سوراج
کے حصول کے بعد یہ نعرہ ترک کیا
جائے گا۔ یہ ایک اقتباس ہے
سوراج کے حصول تک یہ قوتیں اتنی
مضبوط ہو جائیں گی کہ ان کو ہٹانے
کے لئے ایک زبردست انقلاب
کی ضرورت ہوگی۔ فاسطیت اگر
چہ ایک سخت لفظ ہے مگر تسلیم کرنا
پڑے گا کہ فاسطی قوتیں ہمارے
اندر سرگرم عمل ہیں اور دن بدن
ان کی جڑیں مضبوط ہوتی جا رہی ہیں۔

یہ بیان ایک ذمہ دار کانگریسی لیڈر کا
ہے جو کانگریس کی تنظیم میں شریک رہے اور
صاف طور پر محسوس کر رہا ہے کہ کانگریس
ایک فاسطی جماعت بنتی جا رہی ہے۔

کانگریس کے اس فاسطی رجحان
کا ثبوت حال ہی میں سردار پٹیل نے بھی فراہم
کر دیا ہے۔ مرکزی اسمبلی کے انتخابات
میں مسلم لیگ کی کامیابی پر تبصرہ کرتے ہوئے
سردار پٹیل نے لیگ اور ان جماعتوں کے
خلاف تشدد استعمال کرنے کی دھمکی دی جو
کانگریس سے اختلاف رکھتی ہیں۔ احمد آباد
میں تقریر کرتے ہوئے سردار پٹیل نے کہا:

"مسلم لیگ نے تمام مسلم نشستوں پر قبضہ
کر لیا ہے وہ خوشی سے یوم فتح
منائے اور اپنے دل کو تسکین دے
لے۔ پاکستان مل گیا لیکن پاکستان
اس طرح نہیں مل سکتا۔ پاکستان بزور تلوار ہی
حکومت کے ہاتھ میں نہیں ہے
ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان
جنگ کے بغیر پاکستان حاصل
نہیں ہو سکتا اس کے لئے خانہ جنگی
ہوگی۔"

بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے سردار پٹیل نے
پست اقوام کو بھی خانہ جنگی کی دھمکی دی۔
کہا کہ یہی عناصر [illegible] اور پست اقوام میں
بھی ہیں جو فسادات اور کشت و خون ہوا
اس کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ ایک
عرصہ سے شاید یا [illegible] کانگریس کے
تعمیری پروگرام میں ہندو مسلم اتحاد کو
اولین مقام حاصل ہے اور یہ بھی بیان
کیا جاتا ہے کہ کانگریس کی [illegible] تنظیم
اس پروگرام پر عمل پیرا ہے لیکن سردار
پٹیل جیسے لیڈر جن کے ہاتھ میں کانگریس
کی باگ ڈور ہے اور جو اس
تعمیری پروگرام کے بڑے علمبردار ہیں گے۔
اور پست اقوام کو خانہ جنگی کی دھمکی دے
رہے ہیں۔ اس دھمکی پر کانگریس [illegible]
اور [illegible] کانگریس نامہ [illegible] میں پہلا [illegible]
کے ان مستند بیانوں کے بیانات ان
کے عدم تشدد اور ان کی جمہوریت پسندی کا
کرنے کو کافی ہیں۔ ان کی جمہوریت
پسندی صرف بیرونی ممالک کو فریب دینے
کے لئے ہے۔ اپنی انتخابی اعلان میں
کانگریس نے جو [illegible] کیا ہے اور
جس میں پنڈت نہرو کی اشتراکیت پسندی
جھلکتی ہے محض فریب نظر ہے۔
اصل حقیقت وہ ہے جو سردار پٹیل کے
افکار و اعمال سے رونما ہو رہی ہے
کانگریس کے اس فاسطی رجحان کو
پنڈت نہرو کی آتش بیانی چھپا نہیں سکتی

مشرقی یورپ کے مسائل

سیاسی آزادی کا فقدان

جرمنی کی شکست کے بعد سے مغربی یورپ کے ممالک نے مشرقی یورپ کے مسائل سے بہت دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۹۳۹ء میں برطانیہ اس لئے جنگ میں شریک ہوا کہ مشرقی یورپ پر ہٹلر کے تسلط سے پورا یورپ جرمنی کے زیر اثر آ جاتا تھا۔ جو برطانیہ عظمیٰ کے لئے ایک ناگزیر خطرہ تھا مگر آج اس رقبہ پر جیسے مشرقی یورپ پر موثر قابو رکھتا ہے۔ کیا یہ واقعہ برطانیہ کے لئے خطرہ کا باعث نہیں؟ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سوویٹ روس ان علاقوں میں حکومت کے جو طریقے اختیار کر رہا ہے وہ مغربی جمہوریت کے مطابق نہیں ہیں اور اسی جمہوریت کے لئے یہ جنگ لڑائی گئی تھی۔ ان علاقوں سے متعلق بہت کم خبریں وصول ہو رہی ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ نامہ نگاروں کی قلت ہے یا اخباروں میں جگہ کی قلت ہے یا روس کا نظم لازمی ان خبروں کو باہر جانے سے روک سکتا ہے لیکن جو بھی خبریں آ رہی ہیں وہ دنیا کے اخباروں میں بحث و مباحثہ کے لئے کافی مواد فراہم کر رہی ہیں۔ اس شور و غل میں صورت حال کے بعض بنیادی عناصر کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اس مضمون کا مقصد نہ تو روس کی تائید کرنا ہے اور نہ مشرقی یورپ کی کسی قوم یا جماعت کی بلکہ صرف بعض بنیادی عناصر پر بحث کرنا ہے تاکہ انتشار خیال رفع ہو سکے۔

مشرقی یورپ میں آج اہم مسئلہ معاشی مسئلہ ہے۔ یوگوسلاویہ، ہنگری، اسلاویکیہ اور رومانیہ کے بعض علاقوں میں اور پولینڈ میں سینکڑوں میل تک مشکل کسی مکان کی چھت باقی رہی ہے۔ ان جنگ زدہ ممالک کے علاوہ ڈینیوب اور ساوا کی وادیوں میں جرمن فوجوں نے مویشیوں کو یا تو کاٹ دیا یا واپس ہوتے ہوئے ان کو ساتھ لے گئے۔ پیداوار خام کی قلت کی وجہ سے صنعتیں معطل ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ کاشتکاروں کو جس مزدوری کی معاوضہ میں اشیاء ضرورت دستیاب نہیں ہو رہی ہیں۔ اور کاشتکار اپنی ضروریات سے زیادہ غلہ پیدا کرنے کی طرف مائل نہیں ہیں۔ مگر حکومتوں کو تو شہروں کے لئے غلہ فراہم کرنا پڑتا ہے اور مزدوروں کو اناج نہ ملے تو صنعتیں شروع نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے حکومتیں کاشتکاروں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ اور اس طرح حکومتیں اپنی ہردلعزیزی کھوتی جا رہی ہیں۔

قدیم جماعتوں کے مدبرین کے نام میں اب وہ دلکشی نہیں رہی کہ اس سے یہ دشواریاں حل ہو سکیں۔ جب تک کہ صحیح کام شروع نہ کر دیں لوگ فاقے کرتے رہیں گے اس لئے ضروری ہے کہ مشرقی یورپ کے باہر سے پیداوار خام درآمد کی جائے۔ سوویٹ روس سے صرف روئی اور کچھ پیداوار خام حاصل ہوئی ہے۔ اس کے معاوضہ میں ہنگری اور رومانیہ کو روس کے ساتھ ایسے معاشی معاہدات پر دستخط کرنے پڑے جن سے سوویٹ یونین کو ان ممالک کے وسائل پر حقوق حاصل ہو گئے۔

جنگ کے دوران میں جرمنی نے مشرقی یورپ سے جو معاہدے کئے تھے ان کا موازنہ حالیہ سوویٹ روس کے معاہدوں سے کیا جا رہا ہے۔ مگر جرمنی کے معاہدے سیاسی نقطۂ نظر سے قابل اعتراض تھے مگر معاشی اعتبار سے مشرقی یورپ کے لئے زیادہ مفید تھے۔

زمانۂ جنگ میں مشرقی یورپ کی فضا پرورش قوم پرست مدبرین اور دو گروں کی باہمی رقابتوں سے زہرآلود ہو گئی تھی۔ یہ جماعتیں زیادہ تر کاشتکاروں اور مزدوروں کی تائید حاصل کر لیتی تھیں جن کی حالت بہت پست اور جو بہت غیر مطمئن تھے ان کی باہمی رقابتوں سے جرمنی نے بہت فائدہ اٹھایا اور جرمنی کے پانچویں کالم نے اچھی طرح استعمال کیا۔ مشرقی یورپ کے اس حصہ میں جہاں سوویٹ روس کا قبضہ ہے آج قومیت کے مسئلہ پر ایک نئے زاویہ سے نظر ڈالی جا رہی ہے۔ پولش اور چیک قوم کے افراد جرمنی اور ہنگری کے باشندوں کے خلاف اپنے قومی تنفر کا پوری طرح اظہار کر رہے ہیں جو قومیں وادی ڈینیوب میں آباد ہیں۔ مصالحت کی طرف مائل ہیں۔ یوگوسلاویہ اور بلغاریہ کے مابین مفاہمت ہو گئی ہے وادی ڈینیوب کے باشندوں میں یہ خیال پھیلتا جا رہا ہے کہ اپنی چھوٹے چھوٹے تفرقوں کو فراموش کر کے پرامن زندگی بسر کرنے کے طریقے دریافت کرنے چاہئیں۔

مشرقی یورپ کی قومیں سے اپنے مشرقی ہمسایہ روس کو نظر انداز کر کے ہمیشہ سے اپنی حفاظت کے لئے مغربی دول پر انحصار کیا تھا۔ فرانس اور برطانیہ ان کی حفاظت میں ناکام رہے اور یہ قومیں جرمنی کے زیر اثر آ گئیں۔ آج جرمنی ختم ہو چکا ہے اور میدان میں روس موجود ہے۔ مشرقی یورپ کی حکومتیں سمجھتی ہیں کہ انہیں اپنی خارجی حکمت عملی کو سوویٹ یونین کے ترجیحی اشتراک عمل پر ڈھالنا چاہئے اگر برطانیہ اور امریکہ مشرقی یورپ کی سرحدوں پر اپنی فوجی اور صنعتی طاقت سوویٹ روس کے مقابل قائم کر سکتے تو ان ممالک کی پالیسی مختلف ہوتی۔ مگر چونکہ ایسا نہیں ہے اس لئے مشرقی یورپ کو روس کا ساتھ دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

آج مشرقی یورپ میں بہت کم سیاسی آزادی پائی جاتی ہے۔ یہ کہنا ابھی قبل از وقت ہے کہ آیا یہ ممالک زرعی ترقی، صنعتی منصوبہ بندی، تعلیمی اصلاح کے لئے کوئی طویل المیعاد لائحۂ عمل مرتب کرنے کے قابل ہیں۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو جمہوریت کو ممکن بناتی ہیں۔ وہ ایسی معاشی تباہی میں مبتلا ہیں کہ ان کے سنبھلنے کے لئے ابھی عرصہ چاہئے۔ مشرقی یورپ آج افلاس اور پریشان حالی کا شکار ہے۔ بھوکے اور بے گھر لوگ نہیں سوچتے کہ ان مصائب کے اسباب کیا ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مشرقی یورپ میں جرمنی کے خلاف اور سوویٹ روس کے خلاف بے حد نفرت پائی جاتی ہے۔ نئی حکومتیں سیاسی آزادی کو دبا رہی ہیں اور سوویٹ روس اب وہاں نہیں جمانا نہیں چاہتا کہ وہ ان ممالک میں ایسی حکومتوں کے قیام کو پسند نہیں کرتا جو روس کی دوست نہ ہوں۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی دول اور روس کے مابین تصادم ناگزیر ہے وہ مشرقی یورپ میں مخالفین روس کی موجودگی سے مطمئن ہیں۔ لیکن اگر مغربی دول پرامن زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ اور روس سے ہم آہنگی قائم رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں مشرقی یورپ کے ممالک میں اختلافات کو دور کر کے ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انہیں معاشی ابتری کو دور کرنے کے لئے قدم اٹھانا چاہئے۔ سیاسی تقریروں سے ہم کسی کا پیٹ نہیں بھر سکتے۔ پیٹ بھرنے کے بعد ہی لوگ سیاسی آزادی کی سوچتے ہیں۔

(ریچ۔ ایں۔ واٹسن۔ اسپکٹیٹر۔ لندن)

اتحاد کا اثر ہندوستان کی زبانوں پر

از

سیرل موڈک

ہندوؤں اور مسلمانوں کے تہذیبی میل جول کے اثرات جن کا بہترین مذہبی اظہار ہمیں گرو نانک کی زندگی اور تعلیمات میں ملتا ہے ہندوستان کی زبانوں، فنون، صنعت و حرفت، طور طریقہ، رسم و رواج میں بھی اسی قدر ملتے ہیں جس قدر طرز فکر اور خیالات کی دنیا میں۔ مذہبی اور ثقافتی رجحانات اور سب سے زیادہ ہندی فارسی زبان کے حیات بخش اثرات کے تحت کئی زبانوں کا اثر دوسری زبانوں پر کس طرح ہوا ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے یہ جان لینا کافی نہیں ہے کہ اس زبان کے کتنے الفاظ اس زبان میں ہیں بلکہ تحقیق اور فکر کی پیچیدہ دنیا میں ان اثرات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جب فارسی الفاظ اور محاورے ہندوستان کی زبانوں میں داخل ہوئے تو اپنے ساتھ ایرانی تفکر کا سانچہ، ایرانی میلان اور ذہنی عمل اور ایرانی تہذیب کی روح کو بھی لیتے آئے اور یہ چیزیں بہار، اڑیسہ، گجرات، سندھ، پنجاب، یو پی، بنگال اور جنوبی ہند میں بسنے والوں کی بول چال، خیال اور زندگی میں بس گئیں۔ مسلمی اور ہندو دوراں اتحاد قائم رکھنے میں زبان کی بڑی اہمیت ہے اس لئے کہ زبان نہ صرف خیالات اور بول چال کا ذریعہ ہے بلکہ یہ جذبات کو حرکت میں لانے کی قوت سے زندگی کے عمل پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ ہندی ایرانی ادب کی روح ... کتنی ہی ہندوستانی اور موسیقی سے محبت اور مذہب کے کلیدی خوبصورتی نے برا اثر لیا ہے۔ چنانچہ اس ایرانی ادب میں بہت سے الفاظ ہندی نژاد کے ہیں اس کے ساتھ ہی ایرانی نژاد کے ہزاروں الفاظ ہندوستان کی ہر زبان میں داخل ہو گئے ہیں۔ اسی لسانی اتحاد سے اردو زبان پیدا ہوئی جسے اتحاد اور ہم آہنگی کا حسین تخلیق قرار دیا جا سکتا ہے اردو زبان دراصل ہندو مسلم تہذیب کے ملاپ سے پیدا ہوئی ہے

ظاہر ہے کہ اردو ادب فارسی دانی مسلمانوں کا اجارہ نہیں ہے۔ پنڈت دیا شنکر نسیم جیسے مثنوی نگار، منشی جوالا پرشاد برق جیسے مرثیہ گو اور پنڈت برج نرائن چکبست جیسے ترقی پسند انقلابی شاعر اور منشی درگا سہائے سرور جیسے ماہر فن کے ہوتے ہوئے یقیناً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اردو ادب محض مسلمانوں تک محدود ہے۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار مصنف فسانۂ آزاد، لالہ سری رام مصنف خمخانۂ جاوید، مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد ہیں جنہوں نے اردو ادب کی آرائش و زیبائش میں حصہ لیا ہے۔

اسی طرح ہندی ادب میں بھی خوشی اور تازگی پیدا کرنے میں مسلمان ادیبوں نے زبردست حصہ لیا ہے۔ امیر خسرو عام طور پر ہندی کے پہلے شاعر مانے جاتے ہیں۔ کبیر، داؤد، رحمان، قطبن، منجھن، شیخ نبی، قاسم شاہ اور نور محمد ہندی کے ان معروف شاعروں میں ہیں جن کے ہاتھوں ہندی کی صوفیانہ شاعری پروان چڑھی۔ ہندی شاعری میں کبیر کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے کبیر نے بھگتی تحریک بھی چلائی جس کی بنیاد وحدت الوجود کے نظریے پر قائم ہے۔

رحیم خان خاناں نے اپنی شاعری میں اپنے مالک اکبر کے دشمن مہارانا پرتاب کی دلیری کی تعریف کر کے تمام ہندوؤں کی تعریف و توصیف حاصل کی۔ رسکھان کی نظموں کی عقیدت سے بھرپور شاعری ہندی ادب کی جان ہے ملک محمد جائسی مصنف پدماوتی کا نام ہندی کے ہندی شاعروں میں گنا جاتا ہے۔ فرقہ وارانہ عصبیت کے اس دور میں بھی جوش ملیح آبادی جیسے عظیم المرتبت نوی شاعر اور نہر بخش جیسے ہندی تنقید نگار کے نام تہذیبی اور لسانی اتحاد کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

ہندی اور اردو دونوں ہی ہندوستان کی ایسی زبانیں ہیں جنہیں عین العصر یکجائی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہندی کا طالب علم اردو کے اثرات سے بچ نہیں سکتا اور نہ اردو کا طالب علم ہندی نثر و نظم کو نظر انداز کر سکتا ہے۔ فرقہ وارانہ کشمکش کے اس زمانے میں بھی یہ بات عام ہے کہ ہندو طلبہ گفتگو اور تقریروں میں اردو اشعار پڑھتے ہیں اور مسلمان طلبہ فرقہ وارانہ جذبات کو بالائے طاق رکھ کر جاپ لیست اور تسیم کے اشعار کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ تسلی اور فرقہ وارانہ اتحاد اور ہم آہنگی قائم کرنے میں ادب سے زیادہ معاون و مددگار اور کوئی چیز نہیں۔ اس لئے کہ ادب براہ راست طور پر ذہن اور جذبات کو متاثر کرتا ہے۔ نسل، اور ذات اور عقیدہ ادب کے میدانوں میں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ غالباً اسی سبب سے اقبال کو جب اپنے زمانے کے سیاسی جھگڑوں کو شاعری میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اسے اردو چھوڑ کر فارسی کی طرف جانا پڑا۔

مسلم حکمرانوں نے ہندوستان کی زبان کی ترقی اور فروغ میں جو حصہ لیا اسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اکبر اس کی سب سے روشن مثال ہے۔ دو پا پتی کی شاعری میں نصیر شاہ اور غیاث الدین کی تعریف و توصیف ملتی ہے جنہوں نے دیسی زبانوں کی ہر طرح ہمت افزائی کی نصیر شاہ نے اپنے دربار میں پہلی بار مہابھارت کا بنگالی ترجمہ کرانا شروع کیا۔ مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان کا رسم الخط اور زبانوں کی ترقی میں جو حصہ لیا اس کے مقابلے میں دیکھا جائے تو ہندو حکمرانوں نے فارسی اور اردو رسم الخط کی بالکل ہمت افزائی نہیں کی۔

شہاب الدین، نظام شاہ، بخیر شاہ شاہ جہاں، مظفر شاہ علا شاہ ان حکمرانوں میں سے ہیں جنہوں نے سنسکرت ادب کی سرپرستی کی۔ اکبر کا نام ایسے حکمرانوں میں روشن ترین مانا جاتا ہے۔ اگر وہ بھی اس جیسے کچھ اور بادشاہ پیدا ہوتے تو ہندوستانی فنون اور ہندوستانی زندگی زوال پذیر ہونے سے بچ جاتی جگن ناتھ ہری نارائن مصر، پنڈت رگناتھ، نقل امرت اور دیگر ہندو شعرا نے دربار مغلیہ سے انعام و اکرام پائے اور ہر طرح ان کی ہمت افزائی کی گئی۔ شائستہ خان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ہندی میں بھی شاعری کیا کرتے تھے۔

(نئی زندگی)

سیاسی نمک پارے

(از)

کشاف

بلا تبصرہ:-

برطانوی ہند میں پانسو اور اس سے زائد کے نوٹ قانونی نہیں رہے اس کا اثر چوربازار والوں کے علاوہ برطانوی ہند کے رشوت خوار عہدہ داروں پر بھی پڑا جنہوں نے منافع خوروں سے بڑی بڑی رقمیں رشوت میں لیں اور ان کی حرکتوں کی پردہ پوشی کی اگر یہ رشوت خوار عہدہ دار بینک میں روپیہ رکھتے تو پکڑے جاتے۔ اس لئے انہوں نے نوٹوں کی صورت میں اپنی کمائی جمع کی۔ (نیا زمانہ)

ہندو کریسنٹ کی اہم خبر ہے کہ کامریڈ نبائین ریڈی نے "یوم آزادی" کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے عوامی بابت حکومت کا نعرہ نہیں لگایا۔

ہندوؤں سے مفاہمت کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ عبدالرحمن صاحب مدیر "وقت" کا بیان (اخباری سرخیاں)

ہماری نظر سے ایک مقالہ گذرا جس کی سرخی تھی "رئیس الاختشار"۔

مجلس شوریٰ نے اپنے صدر مولوی ابوالحسن سید علی صاحب پر اعتماد کی تحریک منظور کرتے ہوئے اپنے صدر کا استعفا منظور کر لیا ..... اظہار اعتماد کی قرارداد منظور کئے جانے کے بعد یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ مولوی ابوالحسن سید علی صاحب نے بہ حیثیت صدر اتحاد المسلمین جو موقف اختیار کیا تھا وہ بالکل بجا اور درست تھا (رعیت)

ارسطو کی منطق کے مطابق مجلس شوریٰ نے مولوی صاحب پر اعتماد کا اظہار کرکے ان کے عمل کی مکمل توثیق کر دی معلوم نہیں "رئیس الاختشار" کی منطق کیا کہتی ہے۔

صاحب "رعیت" نے اس اصول کی تائید کرتے ہوئے کہ طلبہ کو عملی اور جماعتی سیاسیات سے الگ رہنا چاہئے تحریر کیا ہے کہ:-

لیکن خود طلبہ کی ان انجمنوں کے تعلق سے حکومت کا کیا مسلک رہے گا جو مدارس سے باہر ہیں؟ ایسی انجمنیں قائم اور ان میں شریک ہونے کے حق سے طلبہ کو نہیں روکا جانا چاہئے طلبہ کے ایسے باہمی اتحاد اور تبادلۂ خیال کے مواقع کو شبہہ کی نظروں سے دیکھنے کی بجائے ان کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔

ایک خبر اخبارات میں یہ شائع ہوئی ہے کہ معتمد صاحب حیدرآباد اسٹوڈنٹس یونین اطلاع دیتے ہیں کہ یونین کی جانب سے حشمت گنج میں یوم آزادی کے سلسلہ میں ایک جلسہ مسٹر دگمبر راؤ بندو صدر مہاراشٹرا کانفرنس کی صدارت میں ہوگا جس میں کامریڈ راج بہادر گوڑ وغیرہ تقریریں کریں گے۔

دیکھا آپ نے طلبہ کے اس "اتحاد و تبادلۂ خیال" کے مرکز پر سیاسی قائدین کس طرح مسلط ہیں۔ بہرحال اسٹوڈنٹس یونین کے بغیر قیادت کا بازار سرد پڑ جائے گا۔

ہندوستان کی غلامی دنیا کی عظیم ترین مصیبت ہے۔ مدراس میں مسٹر منگل کی تقریر۔ (اخباری سرخیاں)

اداس دیکھ کے مجھ کو چمن دکھاتا ہے
بہت دنوں میں ہوا ہے مزاج داں میرا

انجمن محبان سوویٹ روس کی جانب سے لینن کی برسی منائی گئی جس میں قاضی عبدالغفار صاحب نے بھی تقریر کی۔ (ایک خبر)

اکثر لوگ یہ سوچ رہے ہیں کہ قاضی صاحب میلاد کے جلسوں میں کیوں نظر نہیں آتے؟

پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ اپنے رفقاء اور مسٹر سراج الحسن ترمذی کے ساتھ اسٹیٹ کانگریس کے نمائندوں کی حیثیت سے برطانوی پارلیمانی وفد سے ملاقات کی۔ (ایک خبر)

مسٹر ترمذی کی ہمرکابی سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ اسٹیٹ کانگریس جملہ فرقوں اور طبقوں کی نمائندہ ہے۔ مسٹر ترمذی کی یہ خدمات قابل یادگار ہیں کہ وہ اسٹیٹ کانگریس کے آڑے وقت ہمیشہ کام آتے رہے۔

سوامی رامانند تیرتھ کے سکریٹری ایک صحافتی بیان میں لکھتے ہیں کہ:- "پنڈت ویدیہ اور ان کے رفقاء نے پارلیمانی وفد سے خانگی حیثیت سے ملاقات کی کیونکہ یہ حضرات اسٹیٹ کانگریس کے نمائندے نہیں ہیں۔"

تو گویا ایک ممنوعہ انجمن کے بھی تنہا ٹھیکہ دار سوامی رامانند تیرتھ ہی ہیں۔ سوامی جی تارک الدنیا ہوگئے مگر دنیا ان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔

سوامی رامانند تیرتھ کو حیرت ہے کہ پارلیمانی وفد نے کسی مقام پر بھی کانگریسی لیڈروں کو نظر نہیں کیا اگر چہ حیدرآباد میں وہ سوامی جی سے ملاقات کے لئے وقت نہیں دے سکے۔

جب ہم یہ بیان اخبار میں پڑھ رہے تھے ریڈیو سے یہ آواز آرہی تھی "آئے بھی وہ گئے بھی وہ ختم فسانہ ہو گیا"

جمہوریت کا بنیادی اصول امن اور عالمگیر اخوت ہے۔ (قرارداد آندھرا کانفرنس)

مگر اس شرط کے ساتھ کہ چھوت چھات اور ذات پات کی بندشیں بدستور قائم رہیں۔

اتحادی اقوام کے نمائندے دنیا کے مستقبل کا خاکہ تیار کر رہے ہیں (ایک خبر)

مگر انہیں خبر نہیں کہ موجودہ دنیا پر اکابر شیاطین کا قبضہ ہے۔

بمبئی میں فساد

ڈاکٹر ادھیکاری اور سجاد ظہیر کا بیان

ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر اور اس کے انگریزی اخبار "پیپلز ایج" کے ایڈیٹر ڈاکٹر گنگادھر ادھیکاری اور بیانات نیز ساتھی قومی جنگ کے ایڈیٹر سید سجاد ظہیر نے حسب ذیل بیان شائع کیا ہے۔

سبھاش چندر بوس کی سالگرہ منانے کے سلسلے میں ۲۳ جنوری کو بمبئی میں جو ہنگامہ ہوا ہے اس نے شہر کی فضا بہت خراب کر دی ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ ان شہیدوں کا خون جو پولیس کی گولیوں سے مارے گئے ہیں ہمارے بہترین جذبات نہیں ابھار سکا بجائے اس کے کہ متحد ہو کر پولس فائرنگ اور تشدد کے خلاف احتجاج کرتے حالات نے بدتر صورت اختیار کر لی اور شہر کے باشندے آپس ہی میں ایک دوسرے کا خون بہانے لگے۔

بعض غداروں نے بمبئی میں کمیونسٹوں کے خلاف جذبات پیدا کئے اور لوگوں کو مشتعل کر دیا۔ اس طرح انہوں نے عوام کے سامراج دشمن جذبات کو کمیونسٹ دشمن جذبہ بنا دیا۔ وہ لوگ اپنا سارا غصہ کمیونسٹ پارٹی کے خلاف اتارنے لگے۔ انہوں نے ہمارے مرکزی دفتر پیپلز ہاؤس پر حملہ کیا۔ دفتر میں کام کرنے والے ساتھیوں کو مارا اور ہمارے دفتر اور پریس کو آگ لگانے کی کوشش کی۔ تقریباً دو گھنٹے تک مرکزی دفتر میں پتھروں کی بارش ہوتی رہی۔ ہمارے جن ساتھیوں نے دفتر کی حفاظت کی کوشش کی ان پر پتھروں، لاٹھیوں اور سوڈا واٹر بوتلوں سے حملہ کیا گیا۔ اس سے ۰۰ کمیونسٹ کارکن زخمی ہوئے۔ کئی ساتھیوں کے سر اور ہاتھوں میں گہرے زخم آئے ہیں۔ وہ اسپتال میں ہیں اور ان کی حالت خراب ہے۔ ہماری کتابوں کی دوکانیں توڑ کر ان میں کئی بار آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ رات کے آٹھ بجے جب ایک بڑا مجمع جو پارٹی کے جلسے سے واپس آرہا تھا تو غنڈوں نے اسے اشتعال دلایا۔ یہ سارا مجمع ہمارے پریس پر ٹوٹ پڑا۔ انہوں نے پریس میں کام کرنے والے ساتھیوں کو مارا اور پریس کی مشین توڑ ڈالیں اس کے علاوہ انہوں نے غلہ کے ذخیروں اور کتابوں کو آگ لگا دی۔ نقصان کا اندازہ تقریباً ایک لاکھ ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ بمبئی کے تمام مخلص اور ایماندار باشندے اس بیہودہ حرکت کی مذمت کریں گے۔ خود اپنے بھائیوں کا خون بہانا اور کمیونسٹ پارٹی کے دفتر پر حملہ کرنا اور کمیونسٹ کارکنوں کو مارنا کہاں کی شرافت ہے ہمیں یقین ہے کہ کوئی کانگریسی اپنے لیڈروں کی یادگار مناتے وقت غداروں کی حرکتوں کو پسند نہیں کرے گا خود اپنے بھائیوں کا خون بہا کر اپنے لیڈروں کی یاد نہیں منائی جاتی اور نہ اس طرح ان شہیدوں کے خون کا احترام کیا جاتا ہے جو پولس کی گولی کا شکار ہوئے ہوں باوجود اس کے کہ ہمیں کانگریس سے اختلافات ہیں۔ کمیونسٹ طالب علموں نے ہر جگہ جلوس اور جلسوں میں حصہ لیا اور ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر گولیاں کھائیں۔ ہم نے اپنے زیر اثر مزدوروں سے کہا تھا کہ وہ ہڑتال اور مظاہرہ میں حصہ لیں۔ لیکن بجائے اس کے کہ ہمارے ساتھ برادرانہ تعاون کیا جاتا ہم پر حملہ کیا گیا ہمیں یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ کانگریسیوں کی اکثریت نہ تو ان حرکتوں کو پسند کرتی ہے اور نہ ان میں حصہ لیتی ہے ان کا یہ رویہ قابل تعریف ہے۔

ہم بمبئی کانگریس کمیٹی کے لیڈروں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہماری طرح پبلک کو سمجھائیں کہ آپس میں اپنے بھائیوں پر حملہ کر کے ہم اپنے دشمن سامراج کے ہاتھ مضبوط کرتے ہیں۔ اس اقدام سے کانگریسی لیڈر غنڈوں کا اثر زائل کرنے میں ہماری مدد کریں گے۔ جنھیں بعض لوگ اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر کے ہماری قومی تحریک کی توہین کر رہے ہیں۔ ہم تجویز کرتے ہیں کہ ہماری اور ان کی ٹولیاں مل کر اس علاقہ کا گشت کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ محبان وطن کی حیثیت سے ان کا کیا فرض ہے۔ اور اپنے ملک کے سیاسی جماعتوں کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ ہم خلوص کے ساتھ یہ توقع کرتے ہیں کہ بمبئی کے کانگریسی لیڈر ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔ اور اس قسم کی شرمناک حرکتیں نہ ہونے دیں گے جن سے ہمارے شہیدوں کے خون کی توہین ہوتی ہے۔

اعلان

دفتر نظامت راتب بندی سرکار عالی

نشان (الف۔ آر/۶۴) مورخہ ۲۲ اسفندار سنہ ۱۳۵۵ف

روغن گیاس کی قلت رسد کی وجہ تا حکم ثانی جدید ادارہ جات کے لئے کارڈ روغن گیاس اجرا نہ ہوں گے اور نہ کسی قدیم ادارہ کو اضافہ روغن گیاس اجرا ہوگا اس لئے از راہ کرم اس کی نسبت درخواست پیش کرنے کی زحمت نہ گوارہ فرمائی جائے فقط

شرح دستخط

کنٹرولر روغن گیاس و ناظم راتب بندی

"اشتہار بازی"

از یوسف ناظم

ہندوستان میں اشتہار بازی کے متعلق ارباب فکر نے اب تک کوئی تصنیف نہیں کیا ہے یہ فن بے اختیار بہر حال قرائن شاہد ہیں کہ جب اس تشہیر جب صاحب میں قلم اٹھاتے رہیں تو عقل و خرد دم بخود بن کر ان کے حضور میں سر ٹیک دیتی ہے۔ اقبال خواہ خود صاحب جنون نہ بنے ہوں یا نہ بنے ہوں بہر حال یقینی ہے کہ ادکان ادارہ ہائے تشہیر کی حد تک کی ان کی دعا شرف قبول ہوئی ہے۔ ہمارے تذکرہ نویسوں نے اپنے سلف اور تذکرہ کو بڑی حد تک محدود رکھا اور صرف شعرائے کرام کی جولانی طبع اور جدت فکر کی تعریف میں اپنا زور قلم صرف کیا حالانکہ یہ خصوصیات "المشتہرین" میں بدرجۂ اتم موجود پائی جاتی ہیں۔ اور یہ اس لئے زیادہ قابل تعریف ہیں کہ اشتہار بازی کی وجہ سے اب ارباب ذوق کو شعراء کے دیوان پڑھنے اور طنز نگاروں کی مزاحیہ نظمیں دیکھنے کی زحمت سے نجات ملی صرف ایسے اخبارات پڑھ لینا بہت کافی ہے جس میں ایک کالم کا اداریہ، دو کالم کی خبریں اور پانچ صفحے اشتہارات کے ہوں اور ایسے اخباروں کی ہمارے ہاں کمی نہیں یہی بات تو یہ ہے کہ یہ اخبارات اور ان اشتہاروں کی نوعیت کی بنا پر اس قدر دلچسپ ہوتے ہیں کہ خود مدیر صاحب کو مزاحیہ کالم لکھنے کی قطعی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ خیر یہ بحث دوسری ہے اس وقت مقصود صرف یہ ہے کہ چند ایسے اشتہارات ناظرین کرام کے ملاحظہ میں پیش کئے جائیں جس سے اس بیان کی تصدیق ہو سکے۔

ایک عنوان ہے "خودکشی حرام ہے" اب ایک صحیح الدماغ آدمی یہ سمجھے گا کہ یہ ادارہ انجمن اشاعت تعلیمات قرآنی کی جانب سے لکھا گیا ہے۔ نہیں نہیں یہ ایک ڈاکٹر صاحب کی نصیحت ہے کہ جب میں زندہ ہوں تو کیوں پریشان ہوتے ہو، میری خدمات طلب کرو، مرنے کے لئے خودکشی کی ضرورت نہ پڑے گی۔

اگر کسی اخبار میں آپ یہ مصرعہ دیکھیں "ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی" تو ذرا سمجھ لیجئے کہ یہ کسی بنجر زمین کے ہر آج کا اشتہار ہے۔ اور کسی تعلیم یافتہ ڈاکٹر کی جانب سے یہ مژدہ ناظرین کو سنایا جا رہا ہے۔

بعض اشتہارات ایسے ہوتے ہیں جن میں مدح اور ذم ہر دو پہلو نمایاں رہتے ہیں مثلاً اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ جمعہ کو ایک امیر کبیر نواب اور ایک شوقین جاگیردار کا بیش قیمت سامان ہراج کیا جانے والا ہے۔ اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سامان کی تعریف ہے یا بیچارے نواب کی ہجو۔

ایسا ہی ایک اشتہار ابھی ابھی منظر عام پر جلوہ گر ہوا تھا مشتہر صاحب لکھتے ہیں "جس طرح کیچڑ میں جنم لے کر کنول اپنی بہار دکھاتا ہے اسی طرح کالیداس کے تخیل نے "شکنتلا" کو جنم دیا ......" اب آپ ہی بتلائیے کہ کالیداس کے تخیل کو اس سے زیادہ بہتر طریقہ پر اور کون سراہ سکتا تھا۔

زبدۃ الحکما صاحب لکھتے ہیں یہ وہ ہے کہ بارہا نواب صاحب ...... کا پسندیدہ اور آزمودہ ہے۔ پہلے اس کے لئے اشرفیاں خرچ کرنی پڑتی تھیں اب رفاہ عام کی خاطر یہ کوڑیوں کے مول فروخت کیا جا رہا ہے۔ طب یونانی نے سچ تو یہ ہے کہ سیاسی رجحانات کا ساتھ دیا ہے اور امیر و غریب کی خلیج کو پاٹ دیا ہے جو اب تک امراء اور غرباء کے درمیان حائل تھی ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز کی مجسم تصویر یا تو مساجد و معابد میں نظر آتی ہے یا پھر زبدۃ الحکماء کے مطب میں۔ غور کیجئے کہ حکیم صاحب نے کس خوبی سے طلائے اکسیر کی تعریف فرمائی ہے کہ نواب صاحب ...... کی داستان ہوس پرستی کے چہرہ سے نقاب تک نہ ہٹی، ادب میں ایسی اشاریت اور ایجاز و اختصار کو رواج دینے کے بارے میں تو زور دیا جا رہا ہے اور یہ ظلم نہیں تو کیا ہے کہ جب لوگ ادب کے اسالیب بیان اور فن انشاء پردازی پر کتابیں لکھتے ہیں تو ایسے لطیف نمونوں کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔

بعض اشتہارات میں عوام کے اطمینان کے لئے اتنی تفصیلات کا ذکر ہوتا ہے کہ بقول ایک محترم دوست ان کے پڑھنے کے لئے ایک رخصت اتفاقی کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ ایسا ایک اشتہار آپ کو اس نوجوان شخص کا ملے گا جو دنیا سے تنگ آ کر ہمالیہ کی چوٹی پر زندگی گزارنے چلا گیا تھا اور وہاں اس کی ملاقات ایک جوگی سے ہو گئی تھی۔ اس اشتہار میں جوگی سے ملاقات کا سین، نوجوان کی داستان غم، جوگی کے تسلی دینے کے بصیرت افروز واقعات غرض وہ تمام تفصیلات درج ہوتی ہیں جو افسانوں کے شائقین کو لبھا سکیں، واقعہ یہ ہے کہ یہ اشتہار بجائے خود ایک افسانہ ہے اور ضرورت اس کی ہے کہ ایسے تنے زاہ یوں کی تیسری جلد میں شریک کر لیا جائے۔ بعض مشتہرین .... کے روپ میں یہ فریضہ انجام دیتے ہیں اور جس طرح "انقلاب ..." برانڈ .... ہوتی ہے اسی طرح "......"

کے بارے میں رہنمائی پوسٹ ماسٹر جنرل .... اور صاحب اشتہار کی .... میں .... ہے .... کا دفتر کے سکۂ لطف ملک کی جماعت کے معزز ممبر منتخبہ کے رکن اور اولیٰ عہدہ دار تحفظ حاصل کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ ایسے اشتہارات سے تضییع اوقات میں مدد ملتی ہے۔ اور بعض مدیران جرائد کے ارکان ایسے مشتہروں کو بڑی قیمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مصور اشتہارات کے بارے میں .... فاتب کو مانتے صحیح معلوم ہوتی ہے کہ یہ "جنت نگاہ" ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ دلچسپ تو وہ اشتہارات ہوتے ہیں جن میں خود موجد صاحب کا مرقع شامل کیا ہوا کو طراوت بخشتا ہے۔ ایسے اشتہار کا مقصد حقیقت یہ ہوتا ہے کہ عوام کو اس بات کا یقین دلایا جائے کہ اس شخص کی ایجاد کردہ .... آپ ہی کی شکل و صورت کا ایک انسان ہے۔ لطف تو اس وقت آتا ہے جب آپ خوانچہ والے سے وہی پڑھ کر .... ہوتی اور وہی پڑیوں کے پیچھے سے موجد تانکتا جھانکتا رہتا ہوں۔ اور یہی وہ موقع ہے جب آدمی بغیر اشتہار پڑھے کام نہیں چل سکتا۔ ہندوستانیوں کو فنون لطیفہ میں جو عظمت حاصل ہوئی تھی اب تک برقرار ہے۔ جن اشتہاروں میں دیکھئے کہ فن مصوری کو کتنا عروج حاصل ہوا ہے۔ مثال کے لئے اس .... تصویر کا خیال کیجئے جو ایک موٹر .... خریدار کو پیش کرتی ہے .... "آپ پریشان کیوں ہیں؟" اور .... اس سوز نشین کو تسلی دے رہا ہے کہ آپ کی .... ہو نہیں سکتی پوچھ لیجئے .... لے جائیے سامان .... سے .... ہے کہ .... کی ترقی .... ہاتھوں فنا پائے جائیں۔

.... ہندوستانی ....

...ہر صاحب آور ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے بیویاں کے
اشتہاروں میں بیلیں فلموں کا سا لطف آتا ہے
... اشتہاروں میں حسن و عشق کی داستانیں،
لطف مکالمے، اور ویسی ہی تصاویر کے ...
... مسافر، غرض وہ تمام کیفیات پائی جاتی ہیں
...ن کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اشتہار
... نہیں، میر تقی میر کی غزل ہے جس میں
...دارات بھی بند کر دئے گئے ہیں۔ جب ایسا
اشتہار کسی سینما گھر کے مالک کی طرف سے
چھپتا ہے تو ناظرین کو دکھایا جاتا ہے کہ
شوہر نامدار اپنی زوجہ محترمہ سے سینما جانے
کی اجازت طلب فرما رہے ہیں۔ اور محترمہ
خوش ہیں کہ قدرت نے آج یہ روز سعید
دکھلایا کہ ان کا بل شوہر بھی کسی کام کرنے کے
قابل ہوا ہے۔ اور اسی خوشی میں وہ اسے
دروازے تک رخصت کرنے آتی ہیں۔

جب اسپیشل چائے کا اشتہار چھپتا ہے تو
ناظرین کو روتے ہوئے میاں بیوی کے ملاپ
... عبرت ناک منظر دکھایا جاتا ہے۔

کپڑے دھونے کے صابن کے اشتہار میں
مرد کا کوئی دخل نہیں رہتا کیونکہ اس کا
کام دفتر میں نوکری کرنا ہے نہ کہ صابنوں
کے بارے میں اظہار خیال کرنا۔ اس میں بنت
ہمسائی کو پیش کیا جاتا ہے۔ جو ہمسائی بیگم کو
... اور عقلمند ہوتی ہے۔ یہ ہمسائی اپنے گھر کا
کام اور بچوں کو روتا چھوڑ کر پڑوسی کے گھر
... صابنوں کے بارے میں رائے زنی کرتی
پھرتی ہے۔

خواب آور ٹانک کے اشتہار میں
... میاں بیوی کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور
یہ منظر بڑا مزے دار ہوتا ہے۔ شوہر صاحب
بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔ اور بیوی صاحبہ ناک
... کہ جنتی ہوئی کمرے میں داخل ہوتی
ہیں۔ اب آپ ہی کہئے اب رو دینے کا
... موقع رہا۔

زندہ طلسمات کے اشتہار سے روتے
... بچوں کو چپ کرایا جا سکتا ہے جب

جیسا کوئی اشتہار چھپتا ہے تو یہی معلوم
ہوتا ہے کہ جناب امتیاز علی نے افسانہ کو
تصویروں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ جس
کی بھی دوشیزہ یا کسی پیچیدہ ایکٹرس
کا کام کرنا ضروری ہوتا ہے۔

فلمی اشتہار نویسوں نے ابھی صنف کرخت
کی طرف توجہ نہیں فرمائی ہے اور اپنی
تمام تر توجہ صرف صنف نازک کی تعریف
میں صرف کی ہے۔ حالانکہ لکھا جا سکتا ہے
کہ ... کا معرکۃ الآراء شاہکار "ڈاکٹر
ماروتی" جس میں دیو پیکر ...،
... وغیرہ کے علاوہ اور بہت سے
... اداکار کام کر رہے ہیں،
کل شب کو ... کے سامنے ...
سینما میں دکھلایا جائے گا۔ یا پھر چائے
ہی کو پیش رکھنا ہے تو لکھنا چاہئے کہ
... اور جامہ زیب
... کا قہقہہ بر دوش طربیہ" آئندہ
پنجشنبہ کو شہر کے خوبصورت ترین ہال
"..." میں پیش کیا جائے گا۔

بنارسی ساڑیوں کے اشتہار میں ایک
اسپیشل ٹرین کا منظر پیش کیا جائے گا جس کا
عنوان یہ ہو سکتا ہے "دیکھو وہ آ رہی ہے
کاشی سے ریل گاڑی" یا پھر کسی خاتون
کی تصویر پیش کی جائے گی۔ اس قسم کے
اشتہاروں میں شوہر کو نہیں پیش کیا جا سکتا
کیونکہ وہ اس وقت کسی ساہوکار کے گھر
پر قرض مانگنے جا چکا ہے۔

ڈالڈا بناسپتی کے اشتہاروں کے ذریعہ
یہ بات ذہن نشین کرائی جاتی ہے کہ یہ
لکھنے کا شوق رکھنے والے لڑکوں کے لئے بنی
ہے کیونکہ اس کے استعمال سے لڑکے کھلاڑی
بن جاتے ہیں۔ بیوی کی گھی کے اشتہار میں
ایک گلاس ... اور ایک عورت دکھلائی جاتی
ہے اس کے شوہر صاحب بتلانا چاہتے ہیں
کہ گھی دو بے زبانوں کے مشورے سے بنایا
گیا ہے۔

کار، دان سگریٹ کے اشتہار میں ...
عرب کا منظر کھینچا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ
ہوتا ہے کہ دھواں کھانے کی کیا ضرورت ہے
شوق سگریٹ پی کر بھی پورا کیا جا سکتا ہے
چار مینار سگریٹ کے اشتہار میں
ایک میلے آدمی کو پیش کیا جاتا ہے جو بہت
خوش ہے کیونکہ اس کے فحش جواب دے
چکے ہوتے ہیں۔

بعض وقت ایسے اشتہاروں میں
جلتی ہوئی سگریٹ دکھلائی جاتی ہے جس سے
کثیر مقدار میں دھواں نکلتا رہتا ہے، یہ
دھواں اخبار کے پورے سائز کا ساتھ رہتا
اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی پھوہڑ ملانی
گیلی لکڑیوں سے چولہا جلانے کی کوشش کی ہے
جب کسی ہوٹل یا حمام ... کا اشتہار شائع
کیا جاتا ہے تو اس میں عمارات کے سامنے
کثیر تعداد میں موٹریں، بگھیاں، اور تانگے
کھڑے کر دئے جاتے ہیں جس کا مطلب یہ
ہوتا ہے کہ زحمت نہ فرمائیے راستہ بند ہے،
ذائقہ دار، صحت بخش اور عمدہ کھانوں کے
اشتہار میں کھانے میز پر چن دئے جاتے ہیں
اور مکھیوں کی نگرانی کے لئے بوائے کو کھڑا
کر دیا جاتا ہے۔

حکومت کی طرف سے جو اشتہارات
شائع کئے جاتے ہیں ان میں کوئی نہ کوئی
سیاسی رمز یا قانونی نکتہ ضرور پوشیدہ ہوتا ہے
مثلاً "روز آنہ چار آنے بچائیے" میں یہ رمز ہے
کہ بار بار پانی ... جب ایسے اشتہارات پڑھے
تو اندازہ کرے کہ ہندوستان کی معاشی حالت
بہت زیادہ استوار ہے۔ اور یہاں کے
رہنے والے اتنے مالدار ہیں کہ پیٹ بھر کر
کھانا کھاتے اور موسمی لباس پہننے کے باوجود
بھی روز آنہ چار آنے بچا لیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ ایسے اشتہاروں میں تلقین کی
جاتی ہے کہ حتی الامکان گھر بیٹھ کر ہی لطف
حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔ تصویر میں ایک
ایسے شخص کو بتایا جاتا ہے جو اپنے ڈرائنگ
روم میں اخبار پڑھ رہا ہو۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ
آپ بھی اخبار پڑھئے اور یہ فن سیکھ لیجئے کہ کس طرح
جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنایا جا سکتا ہے۔

لیں انعامی کے اشتہار میں جلتا ہوا نوٹ
بتایا جاتا ہے اور اوپر لکھا جاتا ہے کہ کوئی
دولت پھونک رہا ہے۔ مقصد لیں انعامی
کا شوق دلانا نہیں ہے بلکہ زر کا قدر کی اہمیت
بتانا ہے۔

سوامی رامانند تیرتھ کی آمریت پسندی

پنڈت نرسنگ راؤ صاحب کا بیان

حیدرآباد، ۵ ورد اسفندار - پنڈت نرسنگ راؤ صاحب صدر "ریاست" صدر آندھرا کانفرنس نے حسب ذیل صحافتی بیان جاری فرمایا ہے۔

سوامی رامانند تیرتھ کے سکریٹری کا ایک بیان میری نظر میں لایا گیا ہے جس کا یہ منشا پایا جاتا ہے کہ ان اخباری اطلاعات کی تردید کی جائے کہ مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ اور ان کے ساتھی نے پارلیمانی وفد کو جو یادداشت دی وہ اسٹیٹ کانگریس کی جانب سے تھی اور اس امر کا اعلان کیا جائے کہ اسٹیٹ کانگریس کی جانب سے یادداشت پیش کرنے یا نمائندگی کرنے کے مجاز تنہا سوامی جی ہیں۔ میں بھی ان چند افراد میں سے ہوں جو مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ کے ساتھ وفد میں شریک تھے اور بحیثیت صدر آندھرا کانفرنس مجھے آندھرا کانفرنس کی مجلس عاملہ نے اس امر کا مجاز گردانا تھا کہ ویدیہ صاحب کے ساتھ شریک وفد ہوں۔ جہاں تک حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کا تعلق ہے وہ ایک فرضی انجمن ہے۔ اس وقت اس کا کوئی بھی رکن یا نمائندہ نہیں ہے اور ہر وہ شخص اس کا رکن اور نمائندہ ہے جو اسٹیٹ کانگریس کے نصب العین اور مسلک پر عقیدہ رکھتا ہو۔ ذمہ دارانہ حکومت کا حصول اسٹیٹ کانفرنس کا نصب العین ہے۔ صداقت اور اہنسا اس کا مسلک ہے۔ جو لوگ ذمہ دارانہ حکومت پر عقیدہ رکھتے ہوں اور صداقت و اہنسا کے مسلک کے حامل ہوں وہ تمام اسٹیٹ کانگریس کی نمائندگی کرنے کے مجاز ہیں۔ کانگریس کا ایک نظریہ ہے اور اس کو جو بھی شخص پیش کر کے اس کا پرچار کرے وہی اس وقت کانگریس کا رکن ہے۔

اعلان

دفتر نظامت راشن بندی سرکار عالی

نشان (ایف - آر/۶۳) مورخہ ۲۲ اسفندار ۱۳۵۵ف

بذریعہ ہذا عوام الناس کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اختتام مدت دو سالہ پر جدید راشن کارڈوں کی اجرائی ۱۰ اردیبہشت ۵۶ف سے عمل میں آئیگی اور اس سلسلہ میں عملہ راشن بندی ہر مکان اور دوکان کی تفصیلی تنقیح کریگا۔ اس تنقیح میں اگر ایسے کارڈوں کا پتہ چلے جو فوت شدہ اشخاص یا ایسے اشخاص کے ہوں جو ترک سکونت کر چکے ہوں تو ان اشخاص کے خلاف جو اس سے غلط استفادہ کر رہے ہوں کارروائی عدالتی آغاز کی جائیگی۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ اس قسم کی تنقیح کے قبل ہی ایسے کارڈ دفتر راشن بندی کو واپس کرکے ان کی رسید حاصل کر لیجائیں۔ ایسے ملازمین کے کارڈ جو ترک ملازمت کر چکے ہوں اس تعریف میں شامل ہونگے اور فوری واپسی کے لائق ہیں۔ عوام کو رعایتاً یہ موقع دیا جارہا ہے کہ وہ قبل تنقیح جو یکم فروردی ۵۶ف کو آغاز ہوگی قریب ترین دفتر راشن بندی سے رجوع ہوکر ایسے تمام کارڈ واپس کرکے رسید حاصل کرلیں ورنہ خود محکمہ کی تنقیح اور دریافت میں ایسے کارڈوں کا پتہ چلے گا تو تعزیری کارروائی آغاز کردی جائے گی فقط

شرح دستخط

ناظم راشن بندی

مجلس دستور ساز بہ عجلت ممکنہ تشکیل دیجائیگی

مرکزی اسمبلی میں وائسرائے کی تقریر

نئی دہلی ۱۰ جنوری۔ ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند لارڈ ویول نے آج اراکین مرکزی مجلس قانون ساز کو مخاطب کیا۔ وائسرائے نے برطانوی حکومت کے اس عزم صمیم کا پھر اعادہ کیا کہ سیاسی جماعتوں کی طرف سے ایک نئی اگزیکیٹیو کونسل قائم کی جائے اور یہ کام دستور سازی بہ عجلت ممکنہ روبہ عمل لائے جائیں۔ وائسرائے نے اس توقع اور ایقان کا اظہار کیا کہ مرکزی مجلس قانونی میں تعمیری کام کا زمانہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ آپنے تقریر میں اعتدال پسندی کی اپیل کی تاکہ ان سے کسی دستوری مفاہمت کے امکانات پر مخالف اثر نہیں نہ ہونے پائے۔

وائسرائے کی تقریر کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

"میں یہاں کوئی عجیب و غریب یا حیرت انگیز سیاسی اعلان کرنے نہیں آیا ہوں میں یہاں ہندوستان کے جدید منتخب شدہ اراکین سے محض ملاقات کرنے کیلئے اور ان کے خیر مقدم اور حوصلہ افزائی کے چند الفاظ ادا کرنے آیا ہوں۔ ہز مجسٹی کی حکومت کے ارادے میرا خیال ہے کہ کافی واضح ہو چکے ہیں۔ جس کا عزم صمیم ہے کہ سیاسی جماعتوں کی جدید اگزیکیٹیو کونسل قائم کی جائے اور مجلس دستور ساز کو بہ عجلت ممکنہ روبہ عمل لایا جائے میں اس موقع پر ان تدابیر کی تفصیلات میں تقدم نہیں رکھ سکتا کہ جن سے یہ مجلس تشکیل دیجائیگی اور ان دشواریوں پر کیونکر قابو حاصل کیا جائیگا جن سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ میں آپ کو صرف یقین دلا سکتا ہوں کہ ان کو وائٹ ہال اور نئی دہلی دونوں مقامات میں تقدم درجہ حاصل ہے۔ میں ہمارے اہم کام میں تعاون عمل اور خیر سگالی کا طالب ہوں۔ ان میقات میں آپنے بعض ضروری معرفی مسائل پر قرار داد ہائے التواء منظور کرلی ہیں۔ قانون سازی سے متعلق تجاویز کو سرکاری ترجمان کے ذریعہ آپکے آگے پیش کیا جائیگا۔ ان تجاویز میں بعض ایسی اہم تدابیر بھی شامل ہیں جو انتہائی غور و فکر کا نتیجہ ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ منظور ہو جائیں تو پھر یہ ہندوستان کی فلاح و بہبود کا باعث بنیں گے۔ اس ضمن میں آپ کی رائے کو متاثر کرنا نہیں چاہتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ تقریباً تمام مسائل میں حکومت کے خلاف رائے دیں اور حکومت کو زیادہ شکستیں دینا اپنا حق تصور کریں۔ اگر آپ اس کو اپنا سیاسی فرض تصور کرتے ہیں تو اس کے متعلق پھر مجھے کچھ کہنا ہی نہیں ہے لیکن اس کے ہی ساتھ میں اس کو ایک نا عاقبت اندیشانہ حکمت عملی قرار دیتا ہوں کیونکہ اس سے اس دستور سازی میں تاخیر و تعویق کا اندیشہ ہے کہ جو شاید ہندوستان کی حقیقی منفعت کا باعث بنے۔ بہرحال اس کا فیصلہ اب آپ ہی کو کرنا ہوگا۔

ہز ایکسلنسی وائسرائے نے ارکان سے اپیل کی کہ وہ کوئی ایسا اقدام نہ کریں جو درپیش مسائل میں مفاہمت کے امکانات

ذ توقعات کے منافی ہو جس سے اس ملک میں مزید اضافہ نہ ہو جائے جو اس وقت ملک میں پائی جاتی ہے۔

مرکزی مقننہ کے انتخابات کے دوران میں کافی اور کافی سے زیادہ منافرت پیدا ہو چکی ہے اور صوبائی انتخابات سے بھی اس قسم کے اثرات کے اندیشہ ہیں۔ اگر آپ کی جماعتوں کے قائدین اپنی تقاریر میں احتیاط و اعتدال برتیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے حق میں ایک بڑی امداد ہوگی۔ میرا یہ ایقان ہے کہ مجلس میں اب تخریبی کاموں کا دور دورہ ختم ہو رہا ہے اگر میں ملک کی اہم بڑی جماعتوں کے تعاون سے اپنی جدید اگزیکیٹیو کونسل کی تشکیل میں کامیاب ہو جاؤں تو پھر آپ کو اپنی آئندہ میقات میں بہت کچھ کام کرنا پڑے گا۔ آرڈیننس کے ذریعہ قانون سازی مجھے پسند نہیں۔

آگے چل کر ہز ایکسلنسی وائسرائے نے فرمایا "میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان سے برطانوی پارلیمانی وفد کا فیاضانہ طور پر خیر مقدم کیا۔" آپنے اپنے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ ارکان وفد نے جلد منظر میں ہندوستان سے متعلق کسی دیرپا اور پرامن سمجھوتہ و مفاہمت کی مخلصانہ اور دیانتدارانہ خواہش کے گہرے اثرات بھی چھوڑے ہوں گے۔

وائسرائے بہادر نے کہا "اس وقت ہماری ساری توجہات اور ذہنی صلاحیتیں ناگزیر طور پر ان مسائل کی جانب منعطف ہیں جن کا جلد از جلد تصفیہ ہونا ہے آپ میں سے بعض کو پرجوش توقعات ہوں گی اور کچھ افسردہ کر دینے والے اندیشے بھی ہوں گے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں پرامید ہوں اور اس موقع پر میں بجا طور پر اس مشہور کہاوت کا حوالہ دے سکتا ہوں "ہمت مرداں مدد خدا"

سیاسی مسائل پر غور بالنگر کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے نظم و نسق کو بھی چلانا ہے عوام کی غذا، لباس اور رہائش و آسائش کا بھی خاطر خواہ انتظام ہونا ہے۔ نظم و نسق کو برقرار رکھنا ہے اور ترقی کے منصوبے تیار کرنا ہے۔

اب میرے لئے اس اہم پارلیمانی مجلس کے کارناموں کے ساتھ اپنی نیک تمناؤں کے اظہار کے سوا کچھ اور باقی نہیں کہ میں پہ ہندوستان کی عظمت و آزادی کا انحصار ہے میں اپنے یقین واثق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی بھی بڑی دستوری تبدیلی یا ترقی محض متعلقہ جماعتوں کے مابین باہمی سمجھوتہ و مفاہمت کے ذریعہ ہی ممکن ہو سکتی ہے۔"

اسمبلی کی تاریخ میں وائسرائے کی یہ مختصر ترین تقریر تھی آپنے صرف آدھ منٹ کی تقریر فرمائی۔ تمام پبلک گیلریاں بھری ہوئی تھیں اور حاضرین کی بھی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ لیکن ایوان کی نصف نشستیں خالی تھیں۔ کانگریسی پارٹی معمول کے مطابق غیر حاضر رہی اور اکالی جماعت نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

[illegible]

اشتہار

بحکم عدالت دیوانی بلدہ اجلاس عالیجناب رائے واسدیو پرشاد صاحب بی اے ایل ایل بی ناظم جدید سوم ابتدائی

نمبر مقدمہ ۱۰۴/۲ سنہ ۵۵ ف — واقع ۲۵ ر اسفندار سنہ ۵۵ ف

منڈی بائی بنام ویشور داس

بنام تارا بائی زوجہ شیو کمار لال ساکن محلہ پنڈیہ برج بلدہ حیدرآباد دکن

ہرگاہ بمقدمہ صدر مدعیہ نے ایک دعوی استقرار حق دائر کرکے استدعا کی ہے کہ تم کو ایجا لال ولد شیو کمار لال قوم ہندو عمر ۹ سالہ نابالغ کا ولیہ مقرر کیا جائے۔ اور اس غرض سے تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا ہوئے لیکن سمن بلا تعمیل واپس آئے۔ مناسب ہے کہ تمہارے نام اشتہار جاری کیا جائے۔

پس بذریعہ ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ تم حسب ضابطہ اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ پیشی ۱۰ فروردی سنہ ۵۵ ف بوقت ۱۰ ساعت حاضر عدالت ہذا ہو کر مقدمہ ہذا میں پیروی و جوابدہی کرو بصورت ثانی کارروائی ضابطہ معمول لائی جائے گی۔ بعد تمہارا کوئی عذر پذیرائی و لائق سماعت متصور نہ ہوگا۔

شرعاً دستخط

بثبت دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۵ ر اسفندار سنہ ۵۵ ف جاری کیا گیا۔ مہتمم عدالت
